مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۵ ماہ تبوک۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۴½ بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت سردرد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعا ئے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

قادیان ۵ ماہ تبوک۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ نے ایک ماہ کی رخصت لی ہے۔ ان کی جگہ پر جناب مرزا عزیز احمد صاحب کام کرینگے۔

مولوی عطا محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر بہشتی مقبرہ کے ہاں کل لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

جمعہ ۶ ماہ تبوک ۱۳۲۵ ھش | ۹ شوال ۱۳۶۵ سنہ ھ | ۶ ستمبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۰۸

انڈونیشیا کی آزادی اور مسلمانوں کا فرض

انڈونیشیا پر جاپانی حملہ سے قبل ڈچ سلطنت جو ان جزائر پر حکمران تھی۔ جرمن فوجوں کے ہاتھوں تہس نہس ہو چکی تھی۔ اور اس لئے جب جاپان نے ان جزائر پر حملہ کیا۔ تو ڈچ افواج برائے نام مقاومت کر سکیں۔ اور شاید تین چار روز میں ہی جاپانی غالب آ گئے۔ گویا وہ قوم جو ایک لمبے عرصہ سے ان جزائر پر حکمرانی کر رہی تھی۔ اور اس کے بیش قیمت قدرتی ذرائع سے متمتع ہو رہی تھی مصیبت کا وقت آنے پر ان کی کوئی مدد نہ کر سکی دشمن کے مقابلہ میں باشندوں کی حفاظت کا فرض ادا نہ کر سکی۔ اور اس طرح یہ غریب لوگ کئی سال تک جاپانیوں کی بربریت اور وحشت کا شکار بنے رہے۔ اور طرح طرح کے مظالم سہتے رہے۔ حتیٰ کہ اتحادی فوجوں نے جاپانیوں پر غلبہ پایا۔ اور وہاں سے ان کو نکالا۔ اور اتحادیوں کے اعلےٰ فوجی کمانڈر کی طرف سے جاوا وغیرہ کی فوجی کمان انگریزی فوجوں کو سونپ دی گئی۔ جو اب تک وہاں مقیم تھیں۔ اب رائٹر کے نمائندہ لنڈن کو سرکاری حلقوں کے ساتھ گفت و شنید سے معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانی فوجیں ۳۰ نومبر ۱۹۴۶ء تک ایسٹ انڈیز سے واپس آ جائیں گی۔ ان کی وہاں سے واپسی کا سلسلہ کئی ماہ سے جاری ہے۔ اور نومبر کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ موسم سرما میں جب لنڈن میں اتحادیوں کی سیکیورٹی کونسل کا اجلاس ہوا۔ تو انڈونیشیا میں برطانی فوجوں کی موجودگی پر روس نے احتجاج کیا تھا۔ اور اب ۳۰ نومبر تک وہاں سے برطانی فوجوں کی واپسی کا مطلب یہ لیا جا رہا ہے۔ کہ آئندہ جاوا کی فوجی کمان ڈچ قوم کے سپرد کر دی جائے گی۔

برطانی فوجوں نے تو آخر انڈونیشیا کو خالی کرنا ہی تھا۔ مگر اس کی فوجی کمان کو ڈچ فوجوں کے حوالہ کرنے کی حکمت کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اختیارات کے اس انتقال کی آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے ایک نہایت چھوٹی سی قوم جس کی آبادی پچاس ساٹھ لاکھ سے زیادہ نہیں۔ جس کی فوجی طاقت اپنے ملک میں بھی اور ان جزائر میں بھی بالکل برائے نام ہے۔ اور جو نہ اپنی مدد کر سکتی ہے۔ اور نہ دوسرے کی حفاظت کی اہل ہے۔ بلکہ جس کا نام و نشان بھی آج مٹ چکا ہوتا۔ اگر اتحادی اقوام دشمن پر غلبہ نہ پالیتیں۔ اور جو ان جزائر سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہے۔ جس کا ان جزائر کے رہنے والوں سے نسلی۔ قومی۔ مذہبی۔ سیاسی غرضیکہ کسی قسم کا بھی کوئی رشتہ نہیں اسے دوبارہ ان جزائر پر قابض ہونے میں مدد دینا برطانیہ کی روایتی جمہوریت پسندی پر ایک سیاہ دھبہ ہوگا۔

وزیر اعظم انگلستان مسٹر ایٹلی نے ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء کو دار العوام میں تقریر کرتے ہوئے جہاں ہندوستان کی سیاسی بیداری کا ذکر کیا۔ وہاں تمام ایشیا کی محکوم اقوام کی تحریکات آزادی کی طرف بھی اشارہ کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اس جنگ کے نتیجہ میں ایشیائی اقوام سیاسی آزادی کے میدان میں بہت ترقی کر چکی ہیں۔ اور اب انہیں جبراً محکومی کی حالت میں رکھنا ہرگز مناسب نہیں۔ بلکہ ان کو ان کا حق دے کر ان کی دوستی اور ہمدردی حاصل کرنی چاہیئے۔ چنانچہ خود برطانیہ نے ہندوستان کے متعلق اپنی پالیسی میں تبدیلی کا ثبوت دینے کی کوشش کی ہے۔ ان حالات میں کہ مدبرین برطانیہ کو ایشیائی اقوام کی آزادی کے متعلق احساسات کا بخوبی علم ہے۔ انڈونیشیا کو ڈچ کے حوالہ کرنے کی خبر نے یقیناً ان لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ جو یہ سمجھنے لگے تھے کہ برطانیہ کی موجودہ برسر اقتدار پارٹی واقعی دنیا کی ہر قوم کی آزادی کی خواہاں ہے۔

اس سلسلہ میں مسلمانوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری ہے۔ کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ جزائر حد درجہ اہم ہیں۔ بوجہ اس کے کہ ان میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہے۔ ان کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ ان جزائر کے مسلمان سب ایک مقصد کے لئے باہم متحد ہیں اور اپنے تفرقہ اور انشقاق کو کسی صورت میں جگہ دینے کو تیار نہیں ہیں وہ اسلامی دنیا کی ایک عظیم الشان طاقت کی حیثیت حاصل کر سکتے ہیں۔ تعلیم اور صنعت و حرفت کے لحاظ سے بھی وہ کافی ترقی یافتہ ملک ہے۔ اس لئے ان کی آزادی اور استقلال کو ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی قوت و عظمت کے لحاظ سے بہت بھاری اہمیت حاصل ہے۔ اور مسلمانوں کو اپنا فرض قرار دے لینا چاہیئے کہ وہ ان جزائر کی آزادی اور استقلال کے سوال کو اپنے پروگرام کا ایک نہایت ضروری حصہ قرار دے لیں۔ اور اسے کسی وقت بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ جمہور مسلمانوں میں یہ خیالات پھیلائے۔ اور انہیں تحریک کرے کہ وہ مسلم لیگ پر زور دے کر اسے ان جزائر کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دینے پر مجبور کرے۔ بیشک اس وقت مسلمانان ہند کے سامنے نہایت اہم مسائل ہیں۔ جو ان کی توجہ کے مستحق ہیں مگر حقیقت سے باخبر لوگ جانتے ہیں کہ انڈونیشیا

ایڈیٹر: رحمت اللہ خان شاکر

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے شائع کیا

جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب مجاہد امریکہ کی ایک قابل قدر تصنیف

پر

مکرم چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا تبصرہ

(از مکرم چودھری خلیل احمد صاحب ناصر مجاہد امریکہ)

(۱)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن مقاصد کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے۔ ان میں کسر صلیب کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کسر صلیب عیسائیت کی ساری عمارت کو مسمار کر دینے کے مترادف ہے۔ کسر صلیب شرک کے بہت بڑے ستون کو پاش پاش کر دینے کے ہم معنی ہے۔ اس حقیقت کے ثبوت کے بعد کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ عیسائیت کی حیثیت جسد بے جان سی رہ جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حقیقت کے ثبوت میں جہاں عہد عتیق وجدید۔ قرآن کریم اور دوسری مستند کتب سے زبردست دلائل دیئے۔ وہاں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ایک نہایت اہم تاریخی حقیقت کا بھی انکشاف فرمایا۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اترنے کے بعد افغانستان اور ہندوستان سے ہوتے ہوئے کشمیر گئے جہاں پر بنی اسرائیل کے گمشدہ قبیلے سکونت پذیر تھے۔ اور ان میں فریضہ تبلیغ ادا کرتے ہوئے ایک سو بیس سال کی عمر میں وہیں فوت ہو کر سری نگر میں دفن ہوئے۔ جہاں اب تک آپ کا مقبرہ موجود ہے۔

(۲)

مغربی عیسائی دنیا مذہبی کتب خصوصاً بائیبل پر اب وہ یقین و ایمان تو نہیں رکھتی جس کا مشاہدہ ہم زمانہ ماضی میں کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف "علم تاریخ" ایسے رنگ میں مدون و مرتب ہوتا جا رہا ہے۔ کہ تاریخی شواہد کے بعد کوئی معقول عذر باقی نہیں رہتا۔ اس لئے اس امر کی بے حد ضرورت ہے۔ کہ مغربی دنیا کے سامنے قبر مسیح کی تاریخی حیثیت کو بالوضاحت پیش کیا جائے۔ کیونکہ اس حقیقت کے تسلیم کر لینے کے بعد واقعہ صلیب۔ کفارہ۔ الوہیت حضرت مسیح وغیرہ کسی چیز کا جھگڑا ہی باقی نہیں رہتا۔ اس اہم مضمون کو بار بار اور مختلف رنگ میں ایسے لوگوں کے سامنے پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ جو ہر مسئلہ پر علمی جہت سے غور کرنے کے عادی ہیں۔ حال ہی میں اس موضوع پر انگلستان سے محترم و مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی مصنفہ "Where did Jesus Die" "مسیح کہاں فوت ہوئے" ایک عمدہ کتاب شائع ہوئی ہے۔

(۳)

امریکہ میں مکرم و محترم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ایم۔ اے نے ۱۹۳۹ء میں ایک رسالہ "قبر مسیح" The Tomb of Jesus تصنیف فرمایا تھا۔ جس پر یہاں کے بعض نہایت مؤقر جرائد اور مستند مستشرقین نے ریویو کیا۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر زویمر بھی خاموش نہ رہ سکے۔ اور انہیں کہنا پڑا۔ کہ اگر یہ کتاب صحیح ہے۔ تو عیسائیت جھوٹی ہے۔

محترم صوفی صاحب نے اس دوران میں اپنی تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور جنگ کے بعد چھپن ۵۶ صفحہ پر مشتمل دوسرا ایڈیشن شائع کیا۔ جو چند روز قبل ہی پریس سے چھپ کر آیا ہے اس میں سابقہ مضمون پر بہت سا اضافہ کیا گیا ہے۔ رسالہ کے آخر پر تین صفحہ کی لمبی فہرس الکتب سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ مصنف نے کس قدر محنت کی ہے۔ اپنے مضمون کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں اس امر پر بحث کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ دوسرے باب میں مسئلہ صعود و قیامت مسیح پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ تیسرے باب میں آپ کے فلسطین سے صوبہ کشمیر تک کے سفر کو تاریخی حقائق سے ثابت کیا ہے۔ آخری باب میں بدھ ازم کی کتب سے اس سفر کے متعلق زبردست ثبوت جمع کئے ہیں۔ یہ باب پہلے ایڈیشن پر ایک اہم اضافہ ہے۔

(۴)

حسن اتفاق سے یہ کتاب عین ان دنوں میں پریس سے چھپ کر آئی۔ جبکہ مکرم و محترم چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب شکاگو میں مختصر قیام کے لئے تشریف لائے۔ اس لئے رسالہ پر سب سے پہلا تبصرہ آپ سے حاصل ہوا۔ چودھری صاحب مکرم کا ریویو ٹائپ کے چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اور انگریزی میں ہے۔ اس تبصرہ کے آخر میں آپ فرماتے ہیں۔

"صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی نے حضرت مسیح کے صلیبی موت کی ذلت سے جس کی سازش آپ کے دشمنوں نے کی بچ جانے۔ واقعہ صلیب کے بعد آپ کے سفر۔ زندگی اور مدفن کے اہم واقعات کو ایک جاذب نظر رسالہ میں جمع کر کے نہ صرف تمام عیسائی دنیا پر بلکہ ان سب لوگوں پر احسان کیا ہے۔ جو تاریخی اور مذہبی صداقت کو وقعت دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اس رسالہ کا مطالعہ پڑھنے والوں کی اس دلکش مضمون سے دلچسپی کو ابھارے گا۔ اور وہ اس اصل ماخذ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ جن کی طرف صوفی صاحب موصوف نے توجہ دلائی ہے۔ اس کتاب میں تاریخی مواد کو ایسے دلچسپ رنگ میں جمع کیا گیا ہے۔ جو پڑھنے والے کی توجہ کو کتاب کے آخر تک کھینچے رکھتا ہے"

(۵)

امید ہے کہ چودھری صاحب موصوف کا مفصل ریویو سن رائز میں جلد شائع ہو گا۔ امریکہ کے گراں مصارف کی وجہ سے یہاں پر اسکی قیمت ۶۰ سنٹ یعنی دو روپیہ رکھی گئی ہے۔ مگر ہندوستان میں نصف قیمت یعنی ایک روپیہ فی جلد پر بھجوائی جائیگی۔ کتاب اعلیٰ کاغذ پر نہایت دیدہ زیب چھپوائی گئی ہے۔ امید ہے کہ انگریزی دان احمدی احباب خود بھی اس کا مطالعہ فرمائیں گے۔ اور اپنے غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں میں بھی تقسیم کریں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نصیحت

(از حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی)

مندرجہ ذیل نظم اس درخواست کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔ کہ اگر احمدی شعراء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے پرحکمت اقوال اور نصائح کو آسان اور عام فہم نظم کا جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔ تو یہ سلسلہ جماعت کے نوجوان طبقہ اور بچوں کی تربیت میں بہت ممد ہو سکتا ہے۔ (ایڈیٹر)

جو تین آدمی ہمسفر ہوں کبھی
ہر ایک اپنے ساتھی کا رکھے خیال
نہ دو مل کے آپس میں باتیں کریں
نہ ہرگز کریں تیسرے کو جدا
کریگا ضرور اپنے دل میں خیال
شریک اپنے رازوں میں کرتے نہیں
اسی میں ہے خوبی اسی میں ہے خیر
ہر اک شخص کو اپنا بھائی سمجھ

تو فرماتے ہیں یہ خدا کے نبی صلعم
نہ پیدا ہو دل میں کسی کے ملال
محبت کی ہرگز نہ پینگیں بھریں
کہ جانیگا دل میں وہ اپنے بُرا
سمجھتے ہیں دونوں مجھے بدخصال
مری بات پر کان دھرتے نہیں
کہ ہرگز نہ سمجھے کسی کو تو غیر
نہ آپس میں ہرگز جدائی سمجھ

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

سواری کے اونٹوں کی ضرورت

جن احباب کے پاس عمدہ اونٹنیاں یا اونٹ سواری کے کام کے قابل ہوں۔ وہ مہربانی کر کے خاکسار کو ایسی اطلاع دیں۔ ضرورت ہے۔ خاکسار (حضرت صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد قادیان

درخواست دعا

احباب ایک گذشتہ پرچہ میں یہ خبر پڑھ چکے ہیں۔ کہ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مجاہد لنڈن کے برادر خورد منیر احمد صاحب چودہ پندرہ سال کی عمر میں ۱۹ اگست کو فوت ہو گئے ہیں۔ جو والدین کے لئے بڑا صدمہ ہے۔ اب کنری سے بذریعہ تار اطلاع ملی ہے۔ کہ شیخ صاحب موصوف کے والد محترم ڈاکٹر احمد دین صاحب سخت بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم [کو مغفرت اور والدین و دیگر متعلقین کو صبر جمیل] عطا فرمائے۔

ہندوستان کی مشکلات کا واحد حل

از مکرم مولوی ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ

اس وقت ہندوستان اپنی تاریخ کے نازک ترین دور میں سے گزر رہا ہے ہندوؤں اور مسلمانوں میں منافرت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو رہی ہے۔ اور بعض عاقبت نا اندیشانہ حرکات کا نتیجہ امن و امان کی بربادی نظر آرہا ہے۔ اس وقت جو صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔ اگر چندے یہی حالت قائم رہے تو خطرہ ہے کہ بغض و عداوت کی یہ چنگاری سارے ملک کے خرمن امن کو بھسم کر دیگی اس لئے نہائت ضروری ہے کہ ملک کے بہی خواہ لیڈران حالات کا صحیح جائزہ لے کر حقیقی علاج کیطرف فوراً متوجہ ہوں سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۸ء میں اپنی وفات سے چند روز پیشتر ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے جو "پیغام صلح" رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس میں حضور تحریر فرماتے ہیں:

"یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے۔ کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں۔ اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں۔ وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے۔ کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے۔ کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دینگے۔ یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلا وطن کر دینگے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے اگر ایک پر کوئی تباہی آوے۔ تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائیگا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور شیخت سے حقیر کرنا چاہیگی۔ تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی اور اگر کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا۔ تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے۔ اس کی اس شخص کی مثال ہے۔ کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے آپ لوگ بفضلہ تعالےٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے۔ اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گزار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے۔ جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے۔ اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔ ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے۔ جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آرہے ہیں قحط پڑ رہا ہے۔ اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ وہ بھی یہی ہے۔ کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہ آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی۔ تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی۔ کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہائت تنگ ہو جائینگے۔ کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائینگے۔ سو اے ہموطن بھائیو قبل اسکے کہ وہ دن آدیں ہوشیار ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں۔ اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے۔ جو وہ صلح کی مانع ہو۔ اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے۔ ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا۔" (رسالہ پیغام صلح مطبوعہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۴-۵)

اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ نے اپنے اس بیان میں ملک ہند کے جس تاریک مستقبل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ موجودہ حالات و واقعات بتا رہے ہیں کہ اس کا وقت آن پہنچا ہے۔ اور اس وقت اگر ہندو اور مسلمان باہم متحد نہ ہوئے۔ اور آپس میں انہوں نے صلح نہ کی۔ تو اس ملک کی نوبت قریب آگئی ہے۔ اور بھیانک دن سر پر منڈلا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دردمند نذیر کی طرح جہاں آنے والے ابتلاؤں سے ڈرایا ہے۔ وہاں ان سے بچنے کا طریق بھی بتا دیا۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس ملک میں امن سے بسنے کے گر بھی سمجھا دیئے۔ حضور کا یہ اعلان ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ افسوس کہ دونوں قوموں کے باقتدار افراد نے اس شاہراہ پر چلنے کی بجائے قومی تعصب کو ہوا دی۔ اور منافرت کی خلیج کو وسیع تر بنا دیا۔ آج ۳۸ برس کے بعد بھی درحقیقت ہندوستان کی مصیبت کا وہی علاج ہے۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ بالا اقتباس میں بیان فرمایا ہے۔ ہندو اکثریت کے خمار میں مسلمانوں کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے اور اسی وجہ سے روز بروز کشیدگی بڑھتی جا رہی ہے۔ مگر اب بہت سے ہندو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ علاج کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ آریہ گزٹ لاہور نے لکھا ہے کہ

"حل یہ ہے کہ ہندو مسلمان مل جل کر رہیں۔ اور سب ملکر مشترکہ آزادی کی کوشش کریں۔ ہندو مسلمانوں کی مجلسی خوبیوں کو لے لیں۔ اپنے اندر سے بھید بھاؤ۔ اور تفریق کو دور کر کے زبردست مجلسی نظام قائم کریں۔ مسلمان ہندوستان میں رہ کر ہندی مسلمان بنیں۔ یہاں کے بزرگوں کو جو مسلمانوں کے بھی بزرگ تھے اپنا بزرگ سمجھیں ہندی زبان تہوار رسوم کو اپنائیں۔ سب ایک دوسرے کی شادی غمی میں شریک ہوں غیریت کے پردے اڑا دیں۔ ہندو چھوت چھات کو دور کریں۔ ایک دوسرے کے نفع و نقصان کو اپنا نفع و نقصان سمجھیں۔"

(آریہ گزٹ ۱۲ مئی ۱۹۴۶ء صفحہ ۸)

بلاشبہ ملک کی بہبودی اور ہندو مسلمانوں کے اختلافات کا یہی حل ہے۔ مگر افسوس کہ ہندوؤں کی طرف سے اس حل کو اختیار نہیں کیا جا رہا۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ وہ ہندوستان کے تمام مقدس رشیوں۔ رام چندر اور کرشن جی کو اپنا بزرگ مانتے ہیں۔ اور ہندوستان میں ہندی مسلمان کی حیثیت سے آباد ہیں۔ زندہ بھی یہیں، اور مر کر بھی اسی زمین میں رہتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں نے نہ چھوت چھات کو دور کیا۔ اور نہ ہی مسلمانوں کے نفع و نقصان کو اپنا نفع و نقصان سمجھا ہے ورنہ آج اس سرزمین میں وہ حالات ہرگز پیش نہ آتے۔ جو ان دنوں پیش آرہے ہیں۔ ہندو اکابر نے دس کروڑ مسلمانوں کو ملکی حکومت سے علیحدہ رکھ کر مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچانے کا منصوبہ کیا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان صبر و تحمل سے کام لیں۔ اور اسلامی وقار کو تھامے ہوئے اپنی آزادی و حریت کے لئے جدوجہد کو جاری رکھیں۔ اور صلح سے کبھی گریز نہ کریں۔ ہندو کانگریس بھی اپنے اقدام پر ٹھنڈے دل سے غور کرے۔ اور مسلمانوں کے حقوق سے انکار نہ کرے۔ الغرض دونوں قوموں کے زعماء اس ملک کے اور اس آخری زمانہ کے مقدس پیغمبر کے دردمندانہ پیغام پر کان دھریں اور باہم صلح کر لیں۔ اور اس دشوار گزار راستہ کی آگ کو اتفاق کے پانی سے ٹھنڈا کریں۔ ورنہ جو قوم دوسری قوم کی تباہی کے منصوبے باندھے گی اس کا بھی انجام اچھا نہ ہوگا۔ آنے والے دن آفات اور بلاؤں کے دن ہیں۔ جیسا کہ خدا کے فرستادہ نے اعلان فرما دیا ہے۔ اس لئے سب کو باہم صلح و محبت کے ساتھ آستانہ ایزدی پر جھکنا چاہیئے۔ تا اللہ تعالےٰ اس ملک اور اس کے باشندوں پر رحم فرمائے۔ اور وہ نہ صرف اپنی بلکہ ساری قوموں کی روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے والے بنیں۔ اللھم آمین وما علینا الا البلاغ المبین

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر الفضل کو مخاطب کیا جائے نہ کہ ایڈیٹر کو۔

مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز کی مورخانہ حیثیت

(۱)

(از مکرم مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل)

مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز جی کا انتقال گذشتہ دنوں ہؤا ہے۔ انگلستان کے مشہور ادیب اور بین الاقوامی شہرت کے مصنف تھے۔ افسانہ نویسی میں ان کو بہت بڑا کمال حاصل تھا۔ اور اس فن میں ان کی بلند پایہ کتابیں جن کی تعداد قریباً ۹۰ ہے۔ ایک لمبے عرصہ تک ان کے نام کو زندہ رکھیں گی۔

افسانہ نویسی کے علاوہ مسٹر ویلز نے بعض دیگر موضوعوں پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔ اور یہ کسی مصنف اور اس کے قارئین کی بڑی بدقسمتی ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے اصل موضوع سے جس سے اسے طبعی لگاؤ ہے۔ ہٹ کر کسی دوسرے موضوع پر بھی زورِ قلم دکھانا شروع کر دے۔ مسٹر ویلز نے اپنے افسانوں کی قبولیت سے یہ غلط اندازہ لگایا۔ کہ وہ تاریخ جیسے علمی اور نازک موضوع پر بھی لکھنے کے اہل ہیں۔ حالانکہ ایک افسانہ نویس اور ایک مورخ کی ذہنی صلاحیتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اول الذکر کا شاہکار کلیۃً اپنے ذاتی تخیل کی تخلیق اور اختراع ہوتا ہے۔ لیکن موخر الذکر کی ساری کوشش ماضی کے واقعات کو پوری صحت سے ضبط میں لانا ہوتی ہے۔ تاکہ پڑھنے والے ان سے صحیح نتائج اخذ کر سکیں۔

تاریخ لکھنا ایک بڑا ذمہ داری کا کام ہے۔ اور ایک دیانتدار مورخ گذشتہ واقعات کو ان کی اصلی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے بڑا حزم و احتیاط برتتا ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ ماضی کی غلط تصویر انسان کو ان فوائد سے محروم رکھتی ہے۔ جن کے لئے تاریخ جیسا اعلیٰ اور شریف علم ایجاد ہؤا ہے۔ جب ایک مورخ کسی واقعہ کو غلط رنگ میں پیش کرتا ہے۔ تو وہ بنی نوع انسان پر بڑا ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ اپنے قارئین کو ایک غلط راستہ پر ڈالتا ہے وہ اس سے ایسے نتائج نکالتے ہیں۔ جن کو اصلیت اور واقعیت سے کچھ بھی واسطہ نہیں ہوتا۔

ایک مانے ہوئے مصنف کی ذمہ واری عام مصنفین سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ کیونکہ اسکی مسلمہ شہرت لوگوں کے نزدیک اس بات کی ضمانت ہوتی ہے۔ کہ وہ واقعات کو صحیح رنگ میں پیش کر رہا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے فرض کو پوری طرح محسوس نہیں کرتا۔ تو اس کا جرم بھی دوسروں کی نسبت یقیناً زیادہ سنگین ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنے مقام اور شہرت کا وہ لحاظ نہیں رکھا۔ جو اسے پبلک میں حاصل ہے۔

آؤٹ لائن آف ہسٹری (out line of History 1920) مسٹر ایچ جی ویلز کی ایک مشہور تصنیف ہے۔ اس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سوانح حیات لکھتے ہوئے جس غیر ذمہ داری اور بے احتیاطی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ مسٹر ویلز پادری نہ تھے۔ مگر باوجود اس کے انہوں نے اپنی اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ذکر جس طرز اور لب و لہجہ میں کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بڑے سے بڑا یورپین مصنف بھی خواہ وہ افسانہ نویس ہو یا مورخ یا پادری اسلام کا ذکر آنے پر اپنے قلم کو اس عداوت اور تعصب کے اظہار سے روک نہیں سکتا۔ جو نسلاً بعد نسلٍ یورپین قوموں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف پایا جاتا ہے۔ اسلام کے متعلق مسٹر ایچ۔ جی ویلز نے بعوداد تحقیق دی ہے۔ اس پر مفصل گفتگو کرنا اس وقت مقصود نہیں ہے۔ ان کی تاریخی ریسرچ کا صرف ایک نمونہ بطور مثال پیش کرنا کافی ہوگا۔ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں:-

"اگر کوئی مکہ میں ۶۰۰ء میں جاتا تو وہ (حضرت) محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کو (نعوذ باللہ) ایک لوفر سا شخص پاتا۔" (آوٹ لائن آف ہسٹری صفحہ ۶۰۱)

مسٹر ویلز نے انگریزی کا لفظ لوفر (Leafer) استعمال کیا ہے۔ جس کے معنوں میں آوارگی کے ساتھ نکما پن اور غیر ذمہ واری کا مفہوم نیز اخلاق اور چال چلن میں کمزوری کا اشارہ بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات سے تھوڑی سی واقفیت بھی رکھتا ہے۔ وہ مسٹر ویلز کے اس ناپاک اور مکروہ خیال سے ہرگز اتفاق نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے برعکس واقعات کی روشنی میں وہ حضور کی نسبت نہایت عمدہ رائے قائم کرتا ہے۔

آنحضور صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ولادت ۵۷۱ء میں ہوئی۔ ۶۰۰ء میں آپکی عمر ۲۹ سال بنتی ہے۔ عمر کی تیسویں منزل میں پہنچنے تک آپ متعدد تجارتی مہموں میں شمولیت اختیار کر چکے تھے۔ جن میں سے شام کے دو سفر بہت مشہور ہیں۔ ایک اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ جبکہ بحیرا راہب نے اپنی خداداد فراست سے آپ کے متعلق یہ رائے ظاہر کی۔ کہ اس نوجوان کی پیشانی سید المرسلین کے نور نبوت کی حامل ہے۔ بحیرا نے یہ رائے ظاہر کرنے سے قبل یقیناً آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے عام عادات و اخلاق کو بھی جانچا ہوگا۔ اور ان میں نبیوں کی سی شستگی اور پاکیزگی دیکھ کر ہی یہ پیشگوئی کی ہوگی

دوسرا سفر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اسباب تجارت کے ساتھ کیا تھا۔ لوگ اپنا سرمایہ کسی تجربہ کار۔ محنتی اور دیانتدار شخص کے ہاتھ میں ہی دیتے ہیں۔ اور حضرت خدیجہ رضؓ نے جو مکہ کی بڑی متمول سمجھدار اور تجربہ کار خاتون تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو اسی لئے اپنا مال تجارت سپرد کیا تھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حسن معاملہ اور پاکیزہ اخلاق کی عام شہرت سنی تھی۔ پھر ان کو اس کا ذاتی تجربہ بھی ہو گیا۔ کیونکہ حضورؐ کو اس سفر میں غیر معمولی کامیابی ہوئی تھی۔ اور آپ نے اپنی محنت دیانت اور پاکیزگی کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اس سفر سے واپسی کے تقریباً تین ماہ بعد ہی آپ کے پاس شادی کا پیغام بھیج دیا۔

پھر اسی زمانہ کے قریب یعنی ۶۰۵ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی قبل از بعثت زندگی کا وہ واقعہ ہے جو نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زندگی کا بلکہ قبل از اسلام کے سارے عرب کی تاریخ کا ایک اہم بالشان واقعہ ہے۔ جس سے ہر مورخ خواہ وہ کسی مذہب یا قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اور اس نے اسے آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اصابت رائے پختگیٔ عقل اور قوم میں اعلیٰ شہرت کا ثبوت قرار دیا ہے۔ میری مراد خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کے واقعہ سے ہے۔ جبکہ یہ سوال درپیش تھا۔ کہ حجرِ اسود کو کونسا قبیلہ اسکی جگہ پر رکھنے کی سعادت حاصل کرنے کا حق دار ہے ہر قبیلہ کے لوگ اسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ اور اس کے لئے مرمٹنے پر تیار تھے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہی کی ذات اقدس تھی جس نے قوم کو خطرناک خانہ جنگی اور فساد کی آگ سے نجات دلائی۔ اور ایک ایسی تجویز پیش کی۔ جس سے سب قبائل خوش ہو گئے۔ یہاں اس واقعہ کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ اس جھگڑے کی وجہ سے خانہ کعبہ کی تعمیر بند کرنی پڑی تھی۔ اور بالآخر ایک دن سب قبائل کے سرداروں کے باہمی مشورہ سے یہ طے ہؤا تھا کہ کل صبح کو جو شخص حرم میں سب سے پہلے داخل ہو۔ اسی کو اس تنازعہ کا ثالث قرار دیا جائےگا۔ اگلے روز قبائل کے سب معزز آدمی موقعہ پر اکٹھے ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں وہ کون خوش قسمت شخص ہے۔ جس پر ایسا ذمہ دارانہ فیصلہ کرنے کے لئے قرعۂ فال پڑتا ہے۔ دور سے ایک آدمی کعبہ کی طرف آتا ہؤا دکھائی دیا۔ یہ آہستہ آہستہ وقار کے ساتھ قدم اٹھا رہا تھا۔ لوگوں کی مشتاق نگاہیں بے تابانہ اسے دیکھ رہی تھیں۔ حتیٰ کہ وہ حرم میں داخل ہو گیا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ذات گرامی تھی۔ ہر شخص الامین الامین پکار اٹھا۔ اور آپؐ کے فیصلہ کو بشرح صدر قبول کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ آپ نے رفع تنازعہ کے لئے حجر اسود کو ایک چادر میں رکھ دیا۔ اور قبائل کے سرداروں سے کہا کہ چادر کے کونے تھام کر اسے اوپر کو اٹھائیں جب چادر موقعہ کے برابر پہنچ گئی۔ تو آپ نے حجر اسود کو اٹھا کر اپنے دستِ مبارک سے اسکی جگہ پر نصب کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بھی آخر مکہ ہی کے ایک قبیلہ کے فرد تھے۔ پھر دوسرے قبائل کے لوگوں نے یہ کیونکر برداشت کیا۔ کہ حجر اسود کو نصب کرنے کا شرف ایک ہاشمی کو نصیب ہو۔ جبکہ اصل تنازع یہی تھا۔ کہ کس قوم کا فرد یہ سعادت حاصل کرے۔ اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت اور پاکیزگی اور منصف مزاجی کا تمام قبائل پر ایسا رعب تھا۔ کہ آپؐ کے سامنے کوئی چون و چرا کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ کیا کوئی عقل یہ تسلیم کر سکتی ہے کہ ایک آوارہ مزاج شخص کو اپنی قوم میں اتنا بلند مقام حاصل ہو سکتا ہے؟ مسٹر ویلز کے سوائے شاید ہی کوئی صحیح الدماغ آدمی ہو جو اس کا قیاس بھی کر سکے۔ (باقی)

سوڈان کے دلچسپ تمدنی اور سیاسی حالات

از مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر سندھی مجاہد نیگوس

خرطوم سوڈان کا دارالحکومت ہے یہ نیل ابیض اور نیل ازرق کے ملتقا پر واقع ہے خرطوم نیل ازرق کے جنوب میں اور مصر جانب شمال واقع ہے۔ اس کی آبادی ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے زمین ریتلی ہے۔ کاشت کے لئے کہیں کہیں جگہ زرخیز قطعات ملتے ہیں۔ یہاں کے باشندے عربوں کی اولاد ہیں۔ ان کی زبان بھی عربی ہے جو اصل عربی سے بگڑ کر اور ہی صورت اختیار کر چکی ہے۔ عجمیوں کے داخلہ سے یا مصری زبانوں کے الفاظ مل جل گئے ہیں۔ پنجاب میں جس طرح ناخواندہ طبقہ چاقو کو چاقو چوبے کا۔ اسی طرح یہ لوگ الدجاجۃ (مرغی) الجداد کہیں گے ان کی شکلیں سیاہ اور بال گھنگھریالے ہیں جو لوگ مصری عورتوں کے بطن سے ہیں ان کا رنگ سفید ہے۔ ان کے چہروں پر تین یا دس سے زیادہ لکیروں کے نشان ہوتے ہیں ان کے ہاں حسن کی علامت ہے یہ نشان بچے کی ولادت پر چاقو سے گھاؤ دے کر بنائے جاتے ہیں۔ یہ ایک نہایت ظالمانہ طریق ہے جو آجکل تقریباً بند ہو چکا ہے۔ مردوں کا لباس سر پر ایک ملکی سی کپڑے کی ٹوپی اور جسم پر ایک لمبا سا چغہ ہوتا ہے۔ جس کو جلباب کہتے ہیں۔ بازو میں خنجر باندھ کر رکھتے ہیں۔ غیر شادی شدہ عورتوں کا سارا جسم ننگا ہوتا ہے۔ سوائے ایک لمبی پٹی کے جو تقریباً ۳۔۴ انچ چوڑی ہوتی ہے کمر کے ارد گرد باندھے رکھتے ہیں۔ اور شادی شدہ عورتوں کا لباس ایک چادر ہوتی ہے جو صرف نیچے ہوتی ہے اوپر کا حصہ عموماً ننگا رہتا ہے۔ تجارت میں زیادہ حصہ عورتوں کا ہے مجھے دو بار کیمپوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جس میں اکثریت عورتوں کی تھی۔ یہاں کے لوگوں کی عام غذا سادہ ہے۔ لیکن دستر خوان پر کم از کم دو تین مختلف کھانے موجود ہوتے ہیں۔ روٹی گندم کی ہوتی ہے جو ڈبل روٹی کی طرح بنی ہوئی ہوتی ہے۔ جو دو روز کے بعد خشک ہو کر پتھر کی طرح ٹھوس بن جاتی ہے۔ ہمارا طریق یہ رہا کہ روٹی کو پانی میں بھگو دیتے۔ اور جب نرم ہو جاتی تو اس میں چینی ملا کر کھاتے۔ پانی کی سخت مشکل ہے۔ جو شہر تو دریائے نیل کے دہانے پر آباد ہیں ان کو تو پانی با آسانی مل جاتا ہے لیکن جو شہر ساحل نیل سے دور ہیں ان کا یہ طریق ہے کہ گھروں میں بڑے حوض بنا رکھے ہیں۔ اور بارش کا پانی جو متواتر تین ماہ رہتی ہے جمع کر لیتے ہیں۔ اور عمل تقطیر کے بعد اس کو استعمال میں لاتے ہیں۔ مئی اور جون کا مہینہ ان کے لئے تنگی کا ہوتا ہے۔ الابیض میں جس کے ہاں ہم مہمان ٹھہرے ان سے میں نے پوچھا کہ آپ کے نہانے کے کیا ذرائع ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ نہانا تو درکنار بسا اوقات تین روز پانی پئے بغیر زندگی بسر کی ہے۔ دیہات میں بڑے بڑے درخت اندر سے کھوکھلے کر کے بارش کے پانی سے بھر کر مٹی سے بند کئے جاتے ہیں۔ اور خصوصاً مئی اور جون کے ماہ میں اس کی تجارت ہوتی ہے۔ ایک پانی کا پیپا ۲ قرش ۳ قرش یعنی ۵ آنہ اور ۷ آنہ سے فروخت ہوتا ہے۔ گدھا اور بیل سواری کے کام آتا ہے۔ بیل سے سواری اور گدھے سے باربرداری کا کام لیا جاتا ہے گائے بکری اور بھیڑ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ایک بکری کی قیمت سات ریال فرانسی ۱۰ قرش مصری اور پونے دو روپیہ ہندوستانی ہے یعنی ہندوستانی مرغی سے بھی زیادہ سستی ان لوگوں میں ابھی تک عربی رسوم جاری ہیں جنگل میں جس جگہ کھجور اور پانی مل گیا وہیں ڈیرہ ڈال لیا۔ رات کے وقت آگ جلا کر سو گئے تاکہ جنگل میں بھولے بھٹکے مسافر کو بستی کا علم ہو جائے اکرام ضیف کی خوبی احسن طور پر ان میں موجود ہے یہ لوگ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب کے پیرو ہیں ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی شکلیں سیاہ ہیں دل سفید ہیں۔ متانت سے بات کرتے اور سنتے ہیں ہٹ اور ضد نہیں پائی جاتی۔ باہر سے آنیوالے مسلمان کو امان دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ہندوستان میں صرف ہندو بستے ہیں جس کو یہ البنیان کہتے ہیں شاید بنئے کا لفظ اس سے بگڑ کر بنا ہے۔ ہمیں بھی وہ بنیان سمجھتے رہے۔ لیکن جب ہم السلام علیکم کہتے۔ نمازیں پڑھتے تلاوت کرتے۔ اس وقت ان کو یقین آتا کہ ہندوستان میں مسلمان بھی ہیں۔ پھر تو زینک جس کے معنی ہیں اَیُّ زِیٍّ اَنتَ یعنی کس حال میں ہیں کہہ کر خندہ پیشانی سے ملتے۔ یہ زینک ہمارے سندھی بلوچوں کی طرح ہے۔ اور تقریباً حال پوچھنے کا طریق بھی ویسا ہے۔ سوڈانی ایک ہی آدمی سے تین مرتبہ زینک کہہ کر تین ہی مرتبہ ہاتھ ملائے گا۔ اور بڑے زور سے اپنا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ پر مارے گا۔

سوڈان کی حکومت مصریوں اور انگریزوں کے درمیان مشترک ہے۔ اس اشتراک کا باعث مصریوں اور انگریزوں کا سوڈانی مہدی کے وقت سوڈان کو فتح کرنا ہے۔ آجکل حکومت کے دفاتر پر دونوں کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ سوڈانی مہدی کا نام محمد احمد تھا۔ یہ قوم کے نجار تھے۔ سوڈان کے باشندوں کی گری ہوئی حالت دیکھ کر ان کو ابھارنا چاہا۔ بڑھئی کا کام چھوڑ کر زہد و عبادت کی طرف راغب ہوئے اور لوگوں کو صوم و صلوٰۃ کی پابندی کا وعظ کرتے رہے اور ان کو جہاد کی طرف مائل کیا۔ اور جلدی ہی اچھا خاصہ اثر و رسوخ پیدا کر لیا۔ ۱۸۸۳ء تا ۱۸۸۴ء میں سوڈان میں ان کا اقتدار رہا اس کے بعد ۱۸۹۸ء میں ان کے جانشین خلیفہ عبداللہ کا اقتدار رہا۔ اس کے بعد مصریوں نے انگریزوں سے مل کر سوڈان کو فتح کیا۔ اس کے پیرؤں کی تعداد دو ملین بتائی جاتی ہے جو صرف سوڈان تک محدود ہے۔ اکثریت اس کو سیاسی مہدی مانتی ہے کیونکہ اس نے سوڈانیوں کو پستی سے نکال کر عروج تک پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ اس لئے عوام کو اس کے ساتھ ہمدردی ہے خرطوم میں مسلمانوں کے دو بڑے لیڈر ہیں۔ سوڈانی مہدی کا بیٹا السید (ہمذی) السید عبدالرحمٰن الباشا المہدی اور السید السید عالی المرغانی الباشا۔ ان دونوں کو ہمذی کا خطاب حکومت انگریزی کی طرف سے اور الباشا کا خطاب فاروق مصر کی طرف سے ملا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ مؤخر الذکر کو اپنا لیڈر تسلیم کرتا ہے۔ لیکن چونکہ اول الذکر صاحب جائداد ہے لہٰذا عوام کا زیادہ طبقہ اس کے ساتھ ہے۔ السید عالی المرغانی صاحب علم ہیں۔ حکومت میں مال۔ قضا۔ زراعت فوج اور تعلیم کے بڑے افسر انگریز ہیں سوڈانی زیادہ تر فوج یا مقامی پولیس میں شامل ہیں۔ یا کچھ طبقہ لاری چلاتا جاتا ہے۔ آجکل سوڈانی حصول آزادی کے لئے کوشاں ہیں۔ ان میں پانچ مختلف گروہ ہیں ایک تو یہ چاہتا ہے کہ سوڈان کا الحاق مصری حکومت کے ساتھ ہو۔ لیکن چار گروہ اس کے مخالف ہیں۔ اور وہ نہیں چاہتے کہ سوڈان کا الحاق مصر کے ساتھ ہو۔ کیونکہ مصریوں نے سوڈانی مہدی کے وقت نصاریٰ کا ساتھ دے کر اسلام پر ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ سوڈان کو خود مختار حکومت مل جائے۔

سوڈانیوں کی علمی اور اقتصادی حالت بہت کمزور ہے۔ تجارت غیروں کے ہاتھ میں ہے۔ تعلیم دو فیصدی بتائی جاتی ہے خرطوم میں چار مدارس ہیں۔ دو حکومت کے اور دو مقامی لوگوں کی طرف سے۔ تعلیم کے مندرجہ ذیل درجات ہیں (اول) الخلوۃ یہ ابتدائی تعلیم ہے۔ قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ اور پڑھنا لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ یہ کورس دو سال کا ہے۔ گویا پرائمری کے برابر ہے (دوم) مدارس الاولیہ۔ اس میں چار سال تک دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ مثلاً نماز۔ حدیث وغیرہ (سوم) مدارس الوسطیٰ:۔ اس میں عربی کے ساتھ انگریزی کورس پڑھایا جاتا ہے۔ یہ چار سال کا کورس ہے۔ (چہارم) ثانویہ اس میں علم ریاضی (ہندسہ الجبرا۔ حساب) سائنس وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے یہ دو سال کا کورس ہے (پنجم) عالیہ یہ آخری درجہ ہے۔ جہاں طلباء تعلیم سے فارغ ہو کر Diploma حاصل کرتے ہیں۔ اور حکومت کے دفاتر میں داخل ہوتے ہیں۔ خرطوم میں مندرجہ ذیل اخبار نکلتے

اے غافلو! اے بے پرواہو!! ہوشیار ہو جاؤ

تحریک جدید نے تبلیغ اسلام کا ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ ہمارے مبلغین کا تو بیرونی ممالک میں یہ حال ہے۔ کہ ان میں سے ایک نے درختوں کے پتے کھا کر اپنا پیٹ بھرا۔ اور دوسرے بھی نہایت تنگی سے گذارہ کر رہے ہیں:۔

وہ جو اب تک غفلت اور بے پرواہی کے سبب ادا نہیں کر سکے۔ یا وہ جنہوں نے اپنے دل میں یہ کہہ کر تسلی دے لی۔ کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ ادا کر دیں گے۔ یا وہ جن کے ادا کرنے کا وقت ہی آخر سال تھے۔ یا وہ جن کے ادا کرنے کا وقت گذشتہ مہینہ تھا سو وہ اس وقت ادا نہ کر سکے تھے۔ ایسے تمام احباب نوٹ کریں۔ کہ اب آخری سہ ماہی جاری ہے۔ اور بیرونی ممالک میں مبلغ درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کیا اب بھی آپ کے دل میں درد پیدا نہیں ہوا۔ اور آپ کے دل نے فیصلہ نہیں کیا۔ کہ نہ صرف تحریک جدید کی موعودہ رقم ہی فوری ادا کی جائے۔ بلکہ اضافہ کے ساتھ ادا ہو۔ پس کوشش کریں۔ کہ ۷ ستمبر تک ادا کر سکیں۔ تا فہرست دعا میں نام آجائے۔ ورنہ ۳۰ ستمبر تک تو آپ ضرور اپنا وعدہ پورا کر کے رضاء الہی حاصل کریں۔

(فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

وصیتیں

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۹۵۸۰ منکہ خواجہ برکت اللہ واقف زندگی ولد خواجہ محمد صدیق صاحب قوم کشمیری راجپوت پیشہ ملازمت عمرہ ۳۰ سال بیعت دسمبر ۱۹۳۰ء ساکن تیرا والی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶/۴۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ موجودہ تنخواہ ۹۰ روپے ہے۔ تنخواہ کے گھٹنے بڑھنے کی اطلاع دی جائے گی۔ وصیت کرتا ہوں کہ تنخواہ کا دسواں حصہ باقاعدہ ہر ماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا میری وفات پر جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد خواجہ برکت اللہ ولد ... انسٹرکٹر بی ٹالین۔ ایس۔ ٹی۔ سی

گواہ شد:۔ غلام نبی خان قادیان

گواہ شد:۔ حوالدار کلرک فضل حسین واقف زندگی

۹۵۸۳ منکہ مولوی بشیر احمد ولد فضل کریم صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ کارکن صدر انجمن احمدیہ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میری ماہوار آمد -/-/۵۷ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے پر جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد:۔ بشیر احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ دہلی

گواہ شد:۔ فضل دین مبلغ

گواہ شد:۔ مہاشہ محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ دہلی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

نئی دہلی ۴ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ دستور ساز اسمبلی کے اجلاس کے سلسلے میں وائسرائے اور پنڈت نہرو میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ پنڈت نہرو گاندھی جی کے اشارہ پر دستور ساز اسمبلی کا اجلاس فوراً بلانا چاہتے تھے لیکن وائسرائے کو اس سے اختلاف تھا۔ ابتداءً پنڈت نہرو نے عدم تعاون کی دھمکی بھی دی لیکن بعد میں ہتھیار ڈال دیئے چنانچہ دستور ساز اسمبلی کا اجلاس اب غالباً اکتوبر میں بھی نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ وائسرائے مسلم لیگ کے تعاون کے بغیر اجلاس بلانا بے معنی سمجھتے ہیں۔

نئی دہلی ۴ ستمبر سرکاری ملازمین کے مطالبات کے پیش نظر جو تنخواہ کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔ وہ ۹ ستمبر کو اپنا کام شروع کر دے گا۔

کلکتہ ۴ ستمبر اس خبر کی تردید کر دی گئی ہے کہ بنگال میں کانگرس لیگ کولیشن وزارت قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس ضمن میں مسلم لیگی حلقوں کی رائے ہے کہ اب جبکہ مرکز میں کانگرس اور برطانیہ نے مسلم لیگ کے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ بنگال میں کسی صورت میں بھی کولیشن حکومت نہیں بنائی جائے گی۔

ڈھاکہ ۴ ستمبر شہر کی فرقہ وارانہ فضا پھر بگڑ گئی ہے۔ چنانچہ کل تین اشخاص کو چھرے گھونپ دیئے گئے۔ اور ایک دوکان کو آگ لگا دی گئی۔

لاہور ۴ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ چیف سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے سرکاری افسروں کو ایک خفیہ سرکلر کے ذریعہ ہدایت کی ہے کہ وہ آزاد ہند فوج کے کسی رکن کو سرکاری ملازمت میں نہ لیں۔

بمبئی ۴ ستمبر بمبئی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری نے تار کے ذریعہ وائسرائے کو مطلع کیا ہے کہ بمبئی میں پولیس اندھا دھند مسلمانوں کو گرفتار کر کے ہندوؤں کی حمایت کر رہی ہے۔

بمبئی ۵ ستمبر کل رات شہر میں بڑی حد تک امن رہا۔ لیکن صبح پھر فساد شروع ہو گیا۔ چنانچہ ایک دوسرے پر حملوں کا سلسلہ جاری رہا۔ فسادات کے آغاز سے لے کر اس وقت تک ۱۸۱ اشخاص ہلاک اور ۶۴۵ مجروح ہو چکے ہیں۔

ناسک ۵ ستمبر یہاں بھی فرقہ وارانہ فساد رونما ہو گیا ہے۔ ایک دوسرے پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ دو جگہ آگ لگا دی گئی۔ منگل سے لے کر اب تک چھ اشخاص ہلاک اور ۳۲ مجروح ہو چکے ہیں۔ آج کانگرس اور مسلم لیگ کے ذمہ دار لیڈروں نے فساد زدہ رقبہ کا دورہ کیا۔ اور لوگوں کو امن کے ساتھ رہنے کی تلقین کی۔

لنڈن ۵ ستمبر کل برطانوی کابینہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں لارڈ پیتھک لارنس وزیر ہند نے کلکتہ اور بمبئی کے فسادات کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ لنڈن کے سرکاری حلقے اس معاملہ میں رائے زنی کرنے سے احتراز کر رہے ہیں

لنڈن ۵ ستمبر لیبر پارٹی کے اخبار ڈیلی ہیرلڈ نے ہندوستان کے مسئلہ پر رائے زنی کرتے ہوئے پنڈت نہرو اور ان کے رفقاء کو نئی حکومت تشکیل کرنے پر دوستی کا پیغام دیا ہے نیز لکھا ہے کہ گو فرقہ وارانہ مناقشات افسوسناک ہیں۔ لیکن برطانوی عوام کو انہیں زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔ نئی گورنمنٹ کے قیام سے جو دوررس تبدیلیاں واقع ہوں گی وہ ان فسادات کی نسبت زیادہ توجہ کی مستحق ہیں۔ یہ فسادات محض ایک عارضی چیز ہیں اور ان کی ذمہ داری زیادہ تر مسٹر جناح کے سر پر ہے جنہوں نے نئی حکومت سے تعاون کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ناگپور ۵ ستمبر سی۔ پی اسمبلی میں وزیر مالیات نے آئندہ سال کا بجٹ پیش کیا جس میں نو کروڑ انچاس لاکھ روپے آمد اور نو کروڑ چالیس لاکھ روپے خرچ دکھایا گیا ہے۔

واشنگٹن ۴ ستمبر امریکی گورنمنٹ نے یوگوسلاویہ کے اس احتجاجی نوٹ کو مسترد کر دیا ہے کہ امریکن جہاز یوگوسلاویہ کے علاقے میں کیوں مداخلت کرتے ہیں

دہلی ۴ ستمبر گاندھی جی نے بمبئی کے فساد کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ حکومت تو صرف پولیس اور فوج ہی فساد کو دبانے کے لئے بھیج سکتی ہے۔ قیام امن کی حقیقی ذمہ داری عوام پر عائد ہوتی ہے ان کی مدد کے بغیر حکومت کچھ نہیں کر سکتی۔

مدراس ۴ ستمبر مدراس اسمبلی میں وزیر تعلیم نے اعلان کیا۔ کہ صوبہ کے سکولوں کی کتابوں میں "گاڈ سیو دی کنگ" (خدا ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھے) آئندہ درج نہیں ہوا کرے گا

بمبئی ۵ ستمبر آج تیسرے پہر حالت قدرے سدھر گئی ہے۔ صبح سے لے کر اس وقت تک پچاس آدمیوں کو چھرے گھونپے گئے۔ جن میں سے چار ہلاک ہو گئے۔ پولیس نے تین بار گولی چلائی۔ کرفیو والے علاقے میں ڈاک پہنچانے کا انتظام سردست بند کر دیا گیا ہے۔

کلکتہ ۵ ستمبر حکومت بنگال نے ایک پریس نوٹ میں بتایا ہے کہ آج شہر میں مختلف افواہیں پھیلتی رہی ہیں۔ جن کی بناء پر بعض علاقوں میں ٹریفک بند ہو گئی۔ لیکن ان افواہوں میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ اس وقت تک کسی واردات کی اطلاع نہیں ملی۔ پولیس سختی کے ساتھ دفعہ ۱۴۴ پر عمل کر رہی ہے

نئی دہلی ۵ ستمبر ۷ ستمبر کو پنڈت جواہر لال نہرو آل انڈیا ریڈیو سٹیشن سے اردو میں رات کے ساڑھے آٹھ بجے اور انگریزی میں پونے نو بجے تقریر کریں گے۔

کراچی ۵ ستمبر آج سندھ اسمبلی کے اجلاس میں ڈپٹی سپیکر نے وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دیدی۔ اس تحریک پر ۱۱ ستمبر کو بحث ہو گی۔ آج اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے اجلاس میں تمام وزراء نے اپنے استعفے وزیر اعظم کے سپرد کر دیئے اور انہیں اختیار دے دیا۔ کہ وہ ان استعفوں کو مسلم لیگ کے مفاد کی خاطر جس طرح چاہیں استعمال کریں۔

نئی دہلی ۵ ستمبر سر سلطان احمد نے ایک بیان میں بتایا۔ کہ گو انہوں نے کوئی ثالث مولا ثالث نہیں کیا۔ تاہم وہ مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان سمجھوتہ کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس سلسلے میں پُر امید ہیں۔

لاہور ۴ ستمبر حکومت پنجاب کی طرف سے کلکتہ کے مصیبت زدگان کی مدد کے لئے گیہوں کی دو سپیشل ٹرینیں بھیج دی گئی ہیں۔

نئی دہلی ۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ دستور ساز اسمبلی کے اجلاس کے سلسلے میں وائسرائے اور پنڈت نہرو میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ پنڈت نہرو گاندھی جی کے اشارے پر دستور ساز اسمبلی کا اجلاس فوراً بلانا چاہتے تھے لیکن وائسرائے کو اس سے اختلاف تھا۔ ابتداءً پنڈت نہرو نے عدم تعاون کی دھمکی بھی دی لیکن بعد میں ہتھیار ڈال دیئے چنانچہ دستور ساز اسمبلی کا اجلاس اب غالباً اکتوبر میں بھی نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ وائسرائے مسلم لیگ کے تعاون کے بغیر اجلاس بلانا بے معنی سمجھتے ہیں۔

نئی دہلی ۴ ستمبر۔ سرکاری ملازمین کے مطالبات کے پیش نظر جو تنخواہ کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔ وہ ۹ ستمبر کو اپنا کام شروع کر دے گا۔

کلکتہ ۴ ستمبر۔ اس خبر کی تردید کر دی گئی ہے کہ بنگال میں کانگرس لیگ کولیشن وزارت قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس ضمن میں مسلم لیگی حلقوں کی رائے ہے کہ اب جبکہ مرکز میں کانگرس اور برطانیہ نے مسلم لیگ کے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ بنگال میں کسی صورت میں بھی کولیشن حکومت نہیں بنائی جائے گی۔

ڈھاکہ ۴ ستمبر۔ شہر کی فرقہ وارانہ فضا پھر بگڑ گئی ہے۔ چنانچہ کل تین اشخاص کو چھرے گھونپ دیئے گئے۔ اور ایک دوکان کو آگ لگا دی گئی۔

لاہور ۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ چیف سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے سرکاری افسروں کو ایک خفیہ سرکلر کے ذریعہ ہدایت کی ہے کہ وہ آزاد ہند فوج کے کسی رکن کو سرکاری ملازمت میں نہ لیں۔

بمبئی ۴ ستمبر۔ بمبئی مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری نے تار کے ذریعے وائسرائے کو مطلع کیا ہے کہ بمبئی میں پولیس اندھا دھند مسلمانوں کو گرفتار اور کھلے بندوں ہندوؤں کی حمایت کر رہی ہے۔

بمبئی ۵ ستمبر۔ کل رات شہر میں بڑی حد تک امن رہا۔ لیکن صبح پھر فساد شروع ہو گیا۔ چنانچہ ایک دوسرے پر حملوں کا سلسلہ جاری رہا۔ فساد کے آغاز سے لے کر اس وقت تک ۱۸۱ اشخاص ہلاک اور ۵۴۶ مجروح ہو چکے ہیں۔

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ناسک ۵ ستمبر۔ یہاں بھی فرقہ وارانہ فساد رونما ہو گیا ہے۔ ایک دوسرے پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ دو جگہ آگ لگا دی گئی۔ منگل سے لے کر اب تک چھ اشخاص ہلاک اور ۲۳ مجروح ہو چکے ہیں۔ آج کانگرس اور مسلم لیگ کے ذمہ دار لیڈروں نے فساد زدہ رقبہ کا دورہ کیا۔ اور لوگوں کو امن کے ساتھ رہنے کی تلقین کی۔

لنڈن ۵ ستمبر۔ کل برطانوی کابینہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں لارڈ پیتھک لارنس وزیر ہند نے کلکتہ اور بمبئی کے فسادات کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ لنڈن کے سرکاری حلقے اس معاملہ میں رائے زنی کرنے سے احتراز کر رہے ہیں

لنڈن ۵ ستمبر۔ لیبر پارٹی کے اخبار ڈیلی ہیرلڈ نے ہندوستان کے مسئلہ پر رائے زنی کرتے ہوئے پنڈت نہرو اور ان کے رفقاء کو نئی حکومت تشکیل کرنے پر دوستی کا پیغام دیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ گو فرقہ وارانہ مناقشات افسوسناک ہیں۔ لیکن برطانوی عوام کو انہیں زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔ نئی گورنمنٹ کے قیام سے جو دور رس تبدیلیاں واقع ہوں گی وہ ان فسادات کی نسبت زیادہ توجہ کی مستحق ہیں۔ یہ فسادات محض ایک عارضی چیز ہیں اور ان کی ذمہ داری زیادہ تر مسٹر جناح کے سر پر ہے۔ جنہوں نے نئی حکومت سے تعاون کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ناگپور ۵ ستمبر۔ سی۔ پی اسمبلی میں وزیر مالیات نے آئندہ سال کا بجٹ پیش کیا جس میں نو کروڑ انچاس لاکھ روپے آمد اور نو کروڑ چالیس لاکھ روپے خرچ دکھایا گیا ہے۔

واشنگٹن ۴ ستمبر۔ امریکی گورنمنٹ نے یوگوسلاویہ کے اس احتجاجی نوٹ کو مسترد کر دیا ہے کہ امریکن جہاز یوگوسلاویہ کے علاقے میں کیوں مداخلت کرتے ہیں

دہلی ۴ ستمبر۔ گاندھی جی نے بمبئی کے فساد کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ حکومت تو صرف پولیس اور فوج ہی فساد کو دبانے کے لئے بھیج سکتی ہے۔ قیام امن کی حقیقی ذمہ داری عوام پر عائد ہوتی ہے ان کی مدد کے بغیر حکومت کچھ نہیں کر سکتی۔

مدراس ۴ ستمبر۔ مدراس اسمبلی میں وزیر تعلیم نے اعلان کیا۔ کہ صوبہ کے سکولوں کی کتابوں میں "گاڈ سیو دی کنگ" (خدا ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھے) آئندہ درج نہیں ہوا کریگا۔

بمبئی ۵ ستمبر۔ آج تیسرے پہر حالت قدرے سدھر گئی ہے۔ صبح سے لے کر اس وقت تک پچاس آدمیوں کو چھرے گھونپے گئے۔ جن میں سے چار ہلاک ہو گئے۔ پولیس نے تین بار گولی چلائی۔ کرفیو والے علاقے میں ڈاک پہنچانے کا انتظام سردست بند کر دیا گیا ہے۔

کلکتہ ۵ ستمبر۔ حکومت بنگال نے ایک پریس نوٹ میں بتایا ہے کہ آج شہر میں مختلف افواہیں پھیلتی رہی ہیں۔ جن کی بناء پر بعض علاقوں میں ٹریفک بند ہو گئی۔ لیکن ان افواہوں میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ اس وقت تک کسی واردات کی اطلاع نہیں ملی۔ پولیس سختی کے ساتھ دفعہ ۱۴۴ پر عمل کر رہی ہے

نئی دہلی ۵ ستمبر۔ ۷ ستمبر کو پنڈت جواہر لال نہرو آل انڈیا ریڈیو سٹیشن سے اردو میں رات کے ساڑھے آٹھ بجے اور انگریزی میں پونے نو بجے تقریر کریں گے۔

کراچی ۵ ستمبر۔ آج سندھ اسمبلی کے اجلاس میں ڈپٹی سپیکر نے وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ اس تحریک پر ۱۱ ستمبر کو بحث ہو گی۔ آج اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے اجلاس میں تمام وزراء نے اپنے استعفے وزیر اعظم کے سپرد کر دیئے اور انہیں اختیار دے دیا۔ کہ وہ ان استعفوں کو مسلم لیگ کے مفاد کی خاطر جس طرح چاہیں استعمال کریں۔

نئی دہلی ۵ ستمبر۔ سر سلطان احمد نے ایک بیان میں بتایا۔ کہ گو انہوں نے کوئی نیا فارمولا تیار نہیں کیا۔ تاہم وہ مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان سمجھوتہ کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس سلسلے میں پر امید ہیں۔

لاہور ۴ ستمبر۔ حکومت پنجاب کی طرف سے کلکتہ کے مصیبت زدگان کی مدد کے لئے گیہوں کی دو سپیشل ٹرینیں بھیج دی گئی ہیں۔